# ماہ محرم میں مسلمان کیا کریں

ازقلم: **محمد ساجد رضا قادری رضوی**
بانی: تحریک فیضان لوح وقلم جگناتھ پور آبادپور بارسوئی کٹیہار بہار
امام وخطیب جامع مسجد کاٹے پلی کرڑ بگل، پٹلم، تحصیل بانسواڑہ ضلع کاماریڈی (تلنگانہ)
رابطہ نمبر 7970960753

غریب وسادہ ورنگین ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسین، ابتدا ہے اسمٰعیل

اسلامی سن وسال کا آغاز ماہ محرم الحرام سے ہوتا ہے، اسی مہینے میں سیدالکونین سلطان دارین احمد مجتبیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے مکۃ المکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کا واقعہ پیش آیا، جو کہ اسلام کی عظمت وسربلندی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید غیبی کی عدیم المثال یادگار ہے، ماہ محرم ہر سال اس عظیم الشان واقعہ کی یاد تازہ کراتا ہے جس کو گزرے ہوئے 1443 سال مکمل ہونے کو آئے، اسلامی سن وسال کا تقرر اور آغاز استعمال خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت سے ہوا، اس کا سبب یہ بنا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن کے گورنر کے نام حضرت عمر کے فرمان آتے تھے جن پر تاریخ درج نہ ہوتی تھی، 17ھ میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توجہ دلانے پر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام سے تبادلہ افکار کے بعد اتفاق رائے سے اسلامی سن تاریخ کی بنیاد واقعہ ہجرت کو قرار دیا، اور اس کی ابتدا ماہ محرم سے کی،

کیونکہ 13 نبوی ذی الحجہ کے آخر میں ہجرت کا منصوبہ طئے پاچکا تھا، اور اس کے بعد جو چاند طلوع ہوا وہ محرم کا تھا۔ مذاہب عالم میں اس وقت جتنی بھی سنین مروج ہیں، وہ سب عام طور پر یا تو کسی مشہور انسان کے یوم ولادت سے منسوب ہے یا کسی قومی وملی واقعہ مسرت وشادمانی سے وابستہ ہیں، مثلاً سن عیسوی یعنی انگریزی تاریخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یوم ولادت کو بنیاد بنایا، بکرمی سن راجہ بکرما جیت کی پیدائش کی یادگار ہے، رومی سن ان کے معبودوں کے نام سے نسبت رکھتی ہے، اسی طرح دیگر سنین بھی ایسے ہی واقعات سے منسوب ہیں، جن سے نسل انسانی کو کوئی فائدہ نہیں، اور نہ کوئی پیغام پہنچتا ہے، لیکن اسلامی سن اپنے معنیٰ ومفہوم کے لحاظ سے ایک خاص امتیازی حیثیت کا حامل ہے، اس میں بہت سارے اسباق پنہاں ہیں، اسلامی سن کی بنیاد جس واقعہ پر رکھی گئی ہے وہ نہ تو کسی انسان کی تفوق وبرتری یاد دلاتی ہے اور نہ ہی عظمت وشوکت کا چرچہ کرتی ہے، بلکہ واقعہ ہجرت مظلومی وبے کسی کی ایک یادگار ہے، صبر واستقامت اور راضی برضائے الٰہی کی مثال ہے، واقعہ ہجرت بتاتا ہے کہ ایک مظلوم وبیکس انسان کس طرح مصائب وآلام سے نکل کر کامرانی وشادمانی کا تاج زریں اپنے سر پر رکھ سکتا ہے، پستی وگمنامی سے نکل کر عزت وعظمت اور رفعت وشہرت کے بام فلک پر پہنچ سکتا ہے۔

## سن وسال کا آغاز:

سن وسال کا آغاز ابتدائے کائنات سے ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سال کے بارہ مہینے ہیں، جن کی ابتدا بھی تخلیق کائنات کے وقت سے ہوئی تھی، اور ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے نہایت ہی مبارک ومحترم اور بابرکت بنایا ہے، ارشاد ربانی ہے۔

**اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ط ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ لا فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ط وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ** (سورہ توبہ پ10 آیت36)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ کی کتاب میں (سال کے) مہینوں کی گنتی بارہ ہے، اس دن سے ہی جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا، انہیں میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، یہ سیدھا دین ہے، تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیساوہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں، اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں، پہلی یہ کہ اللہ عزوجل کی کتاب میں بارہ مہینے ہیں، اور اللہ کی کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے، لہذا جو بارہ مہینوں کے نام ہیں انہیں ذیل میں نقل کیا جاتا ہے، تاکہ اسے ہر چھوٹا بڑا مسلمان بھائی زبانی یاد کرلے۔

محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الآخر، جماد الاول، جماد الآخر، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ۔ (تفسیر بغوی زیر آیت جلد دوم مترجم اردو)

اور جیسا کہ امام قرطبی نے اپنی تفسیر (تفسیر قرطبی جلد چہارم، ص:604) میں زیر آیت لکھا ہے۔

اور یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان مہینوں کو وضع کیا اور ان کے نام اسی ترتیب سے رکھے جن پر انہیں مرتب فرمایا اس دن سے جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ اور انہیں اپنے انبیاء علیہم السلام پر اپنی نازل کردہ کتابوں میں نازل فرمایا۔

اور مجاہد کے حوالے سے امام بغوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

مجاہد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ (اہل جاہلیت کے لوگ) ایک مہینہ میں دو دو حج کرتے تھے، ذوالحجہ میں دو سال پھر محرم میں حج کرتے، پھر دو سال صفر میں، اسی طرح تمام مہینوں میں کرتے تو حجۃ الوداع سے ایک سال قبل جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو وہ ذوالقعدہ میں ہوا، پھر اگلے سال نبی کریم ﷺ نے ذوالحجہ کو وقوف عرفہ کیا اور دس کو منیٰ میں خطبہ دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو خبر دی کہ نسئی کے مہینے زمانہ کے گھومنے سے منسوخ ہو گئے ہیں، اور معاملہ ویسے ہو گیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کے پیدا کرنے کے دن مقرر کیا تھا اور ان کو حکم دیا کہ ان کو یاد رکھیں تاکہ آئندہ زمانے میں پھر یہ تبدیل نہ ہو جائے۔ (تفسیر بغوی ج:2؛ ص:419)

الحاصل اسلامی مہینوں کی جو ترتیب اس کے ابتدائے دن سے جاری ہوا تھا، اس ترتیب کو کفار ومشرکین نے بدل دی تھی، پھر رسول العالمین ﷺ کی بعثت سے اس کی ترتیب اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ ترتیب کے ساتھ مطابق وموافق ہوگئی، جو کہ ابھی تک جاری ہے۔

(2) اب آیئے دوسری بات کا ذکر کرتے ہیں، وہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں بارہ مہینوں میں سے چار مہینے کو معزز ومکرم کیا ہے، جن کے نام مفسرین کرام وائمہ عظام جیسے کہ امام سیوطی، امام طبری، امام قرطبی وغیرھم علیہم الرحمن کے ساتھ امام بغوی علیہ الرحمہ نے بھی اپنی تفسیر میں لکھے ہیں، وہ حسب ذیل ہیں۔

، رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام۔

(3) تیسری جو بات قرآن مجید نے بیان فرمائی، وہ یہ ہے کہ،، یہ سیدھا دین ہے، سب سے پہلے اس بات کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس مقام پر،، دین قیم،، سے مراد کیا ہے، تو دوستوں اس مقام پر مفسرین عظام وفقہا کرام کے الگ الگ اقوال ہیں، امام بغوی کے بقول،، دین قیم،، سے مراد سیدھا حساب ہے،، اور علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ نے تفسیر درمنثور میں ،، ذلک دین القیم،، کے معنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کا قول نقل فرمایا ہے کہ اس سے مراد القضاء القیم (مضبوط فیصلہ) ہے، اور بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی،، تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں۔

قمری مہینوں کا اعتبار کرنا اور بارہ مہینے ہی شمار کرنا، خواہش نفس اور دنیوی مصلحتوں کی خاطر کمی بیشی نہ کرنا محکم دین ہے، اور یہی دین ابراہیمی ہے، اس اعتبار کو ترک کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، جیسا کہ نصاریٰ رمضان کے روزے چھوڑ دیتے تھے، اور پھر موسم بہار میں پچاس دن کے روزے رکھتے تھے۔ (تفسیر مظہری جلد 4؛ ص:232)

یعنی کفار ومشرکین نے ان بارہ مہینوں کے ناموں کو آگے پیچھے کر کے ترتیب بگاڑ دی تھی، اور من مانی طور پر نسئی یعنی حرام کے مہینوں کو موخر ومبدل کر دیتے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے ان مہینوں کی ترتیب درست کر کے فرمایا، یہ سیدھا دین ہے، یعنی سیدھی ترتیب ہے جیسا کہ امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں زیر آیت لکھا ہے۔ اور ان کا حکم اسی حال پر باقی ہے جس پر یہ تھے، مشرکوں نے ان کے ناموں کو بدلنے کے ساتھ انہیں اپنی ترتیب سے زائل نہیں کیا اور ان سے اسم میں مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنے نے (انہیں اپنی ترتیب سے زائل نہیں کیا) اور اس سے مقصود ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی اتباع کرنا ہے، اور اس طریقہ کو چھوڑنا ہے جسے مہینوں کے ناموں کو مقدم وموخر کرنے اور احکام کو ان اسماء پر جن کو انہوں نے ان پر مرتب کیا تھا، معلق کرنے سے اہل جاہلیت اپنائے ہوئے تھے، اس وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا؛ اے لوگو! بے شک زمانہ اپنی اس حالت پر گردش کناں ہے، جس روز سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا ہے۔ اور وہ جو اہل جاہلیت نے کیا کہ انہوں نے محرم کو صفر اور صفر کو محرم بنایا تو اس سے وہ وصف تبدیل نہیں ہوتا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ (تفسیر قرطبی جلد چہارم؛ ص:604)

معلوم ہوا کہ ان مہینوں کی ترتیب کو بگاڑنا فعل کفار ہے، جسے انجام دینا معمولی بات نہیں ہے، بلکہ کفر ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں اس سے اگلی آیت میں مرقوم ہے۔

**اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ**۔ ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر کفر میں بڑھنا۔

اب تک کی معلومات سے اسلامی مہینوں کی نہ صرف اہمیت کا اندازہ ہوا بلکہ ان کی فضیلت کا بھی علم ہوا، اور یہ بھی کہ ہر مسلمان بھائی کو ان کا یاد رکھنا اور موقع ومحل پر لکھنا بھی کس قدر ضروری ہوا، مگر ہائے افسوس کہ مسلمانوں کے اہل علم کا طبقہ سن ہجری کا استعمال بہت کم کرنے لگا ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے، آمین۔

(4) آیت کریمہ سے جو چوتھی بات معلوم ہوئی، وہ یہ ہے کہ جب ان چار مبارک ومعظم مہینوں کا نام معلوم ہولیا، تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو، جس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ یوں تو سال کے ہر مہینہ اور ہر مہینے کے ہر دن اور ہر دن کے ہر ایک پل میں اللہ تعالیٰ نے ہر اہل ایمان کو قتل وغارت گری، چوری ڈکیتی، لوٹ کھسوٹ، زناکاری وشراب نوشی اور ظلم وجفا غرض کہ ہر چھوٹی بڑی گناہوں سے بچے رہنے کا حکم فرمایا ہے، مگر خصوصی طور پر ان چار باعظمت مہینوں میں بچنے اور ہر اچھائی کو اپنانے کا درس دیا ہے، جیسا کہ امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یعنی سال کے تمام مہینوں میں گناہ کر کے اور نیکی چھوڑ کر اپنے آپ پر ظلم نہ کرو، قتادہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ان چار مہینوں میں نیک عمل کا ثواب زیادہ ملتا ہے، اور ان میں گناہ کرنے کا گناہ دوسرے مہینوں سے زیادہ ہے، اگرچہ گناہ ہر حال میں بہت برا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ حرام کو حلال کر کے اور ان میں قتل وغارت کر کے ظلم نہ کرو۔ محمد بن اسحاق بن یسار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں تم اس کے حلال کو حرام نہ بناؤ اور نہ اس کے حرام کو حلال بناؤ اہل شرک کے فعل کی طرح اور وہ نسئی ہے۔ (تفسیر بغوی زیر آیت جلد دوم مترجم اردو)

یعنی ان باعظمت مہینوں میں کسی کے شراب نوشی اور قتل وخونریزی غرض ہر وہ برا فعل جن سے گناہ وعذاب ہو عمل میں لانے کا مطلب ہے کہ فاعل اللہ عزوجل کے حرام کردہ کو حلال قرار دے دیا، اور براہ راست اللہ عزوجل کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا۔

حرمت والے مہینوں کے اعمال:

لہذا ان حرمت والے چار مہینوں کی فضیلت بہت ہیں، ان مہینوں کی فضائل بیان کرتے ہوئے امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ جس کسی نے حرمت والے مہینے میں جمعرات، جمعہ اور ہفتے کے دن کے روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو سال کی عبادت لکھ دے گا۔

(تفسیر درمنثور ج:3 ص:118)

مجموعی طور پر ان باعظمت مہینوں کی فضیلت معلوم کرنے کے بعد اب آیئے جس مقصد سے قلم کو اٹھایا ہے، یعنی ماہ محرا الحرام شریف کی بابت، کچھ گفتگو کرتے ہیں۔

## ماہ محرم کی فضیلت:

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرمت کے مہینے چار ہیں، جیسا کہ پچھلے اوراق میں معلوم ہو چکا ہے، ان چار مہینوں میں سے ایک مہینہ محرم الحرام کا بھی ہے، لہذا محرم کے مہینہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ سال کا سب سے پہلا مہینہ ہے، اس اعتبار سے یہ تمام مہینوں کا سردار ہوا، اور اس مہینے کی دسویں تاریخ کو عاشورا کہا جاتا ہے، اس دن کی طاعت وبندگی میں اللہ عزوجل نے اجر عظیم مقرر کر رکھا ہے، پیر دستگیر روشن ضمیر حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ملقب بہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ابونصر اپنے والد کی سند سے مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عاشورا کا روزہ رکھا اسے دس ہزار شہیدوں، دس ہزار حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ جس نے عاشورا کے دن کسی یتیم کے سر پر دست شفقت رکھا اللہ تعالیٰ اس یتیم کے ہر بال کے عوض اس کے لئے جنت میں ایک درجہ بلند فرمائیں گے۔ جس نے عاشورا کا ایک روزہ کھلوایا اس نے گویا پوری امت محمد ﷺ کا روزہ افطار کروایا اور سب کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔ صحابہ عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! آیا اللہ تعالیٰ نے اس دن کو تمام دنوں پر فضیلت بخشی ہے؟ فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ نے اس دن آسمان پیدا کئے، پہاڑ بنائے، اسی دن سمندر پیدا کئے، اسی دن قلم اور لوح محفوظ پیدا کیا، آدم کو پیدا کیا، اور اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا، اسی دن ابراہیم پیدا ہوئے اور اسی دن ان کے فرزند کے لئے فدیہ (ذبیحہ) دیا گیا، اسی دن فرعون غرق ہوا، ایوب کو شفا ملی، آدم کی توبہ قبول ہوئی، داؤد کا گناہ معاف ہوا، عیسیٰ پیدا ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔
(غنیۃ الطالبین، ص:445)

معلوم ہوا کہ عاشورا کی فضیلت بے انتہا ہے، لیکن اس مہینہ کی فضیلت وحرمت قرآن وسنت سے ثابت ہونے اور گناہوں سے بچنے کی تلقین بھی موجود ہونے کے باجود باقی حرمت والے مہینوں کی بہ نسبت اسی ماہ مقدس میں لوگ زیادہ گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں، پس اس مبارک مہینہ میں مسلمانوں کے لئے کرنے کے کام کیا کیا ہیں، اور نہیں کرنے کے کیا کیا ہیں، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انہیں اختصاراً بیان کرنے کا شرف حاصل کیا جاتا ہے۔

یوم عاشورا کی وجہ تسمیہ:

محرم کی دسویں تاریخ کو عاشورا اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ مہینے کا دسواں دن ہے، اور اس میں دس بزرگیوں میں سے ایک بزرگی مخفی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اس امت کو دس عظمتیں عطا فرمائیں، جن میں سے ایک عظمت ماہ محرم کو یہ ملی یعنی عاشوراء کے دنوں کا ہر لحہ و ہر پل بڑا عظمت والا ہے، اس دن کے روزہ سے ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کو امت محمد یہ کے گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ بنایا ہے، اس لئے اس دن کو عاشورا کہا جاتا ہے۔

## یوم عاشورا کی فضیلت:

قرآن مجید کے بعد اب احادیث کریمہ کی روشنی میں اس ماہ کی فضیلت ملاحظہ فرما لیجئے۔ اس دن روزہ رکھنے کی بہت بڑی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

عن عائش× زوج النبی ﷺ انہا قالت، کان یوم عاشورا یوماً تصومہ قریش فی الجاہلی× وکان رسول اللہ ﷺ یصومہ فی الجاہلی×، فلما قدم رسول اللہ ﷺ المدین×، صامہ وامر بصامہ، فلما فرض رمضان، کان ہوالفریض×، وترک یوم عاشورا فمن شآ صامہ، ومن شآ ترکہ۔ (موطا امام مالک کتاب الصیام، مسند امام شافعی جلد دوم کتاب الصیام)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔ قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورا کا روزہ رکھا کرتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ بھی عہد جاہلیت میں رکھتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے آپ نے اس کا روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو عاشورے کا روزہ ترک کر دیا گیا۔ پس جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

یعنی رمضان مہینے کا روزہ فرض ہونے سے پہلے صحابہ کرام ماہ محرم کے مہینے کی دسویں تاریخ کو بڑے اہتمام سے روزہ رکھتے تھے، اگرچہ اس وقت یہ روزہ رکھنا ان پر فرض نہ تھا، مگر بہرحال اہتمام کرتے تھے، پھر جب رمضان کا روزہ فرض ہو گیا تو عاشورا کا روزہ منسوخ ہو گیا تاہم اس کا استحباب باقی رہا، اب جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ لیکن رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں کے روزے سے عاشورا کا روزہ زیادہ افضل ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں ہے۔ عن ابی ہریرہ ان النبی ﷺ قال افضل الصیام بعد رمضان شہر اللہ المحرم۔ مسلم۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کے روزوں کے بعد ماہ محرم کا روزہ رکھنا زیادہ افضل ہے۔ عن ابی قتادہ ان النبی ﷺ قال صیام یوم عاشورا انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنہ۔

مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداود

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے گمان ہے کہ اللہ اس عاشورا کے روزہ رکھنے سے ایک سال گزشتہ کے گناہ معاف فرمائے گا۔

## عاشورا کے روزے ایک یا دو:

یہ بات تو ثابت ہو چکی کہ عاشورا کے دن روزہ رکھنے کی بہت بڑی فضیلت ہے، یعنی اس سے ایک سال گزشتہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اب رہا سوال کہ عاشورا کا ایک روزہ رکھا جائے یا دو، تو اس کا جواب یہ ہے کہ دو روزے رکھے جائیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورا کے دن روزہ رکھا، اور اس کے رکھنے کا حکم دیا، ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اس دن کو یہود ونصاریٰ بڑی اہمیت دیتے ہیں، (یعنی اس دن ہم روزہ رکھیں گے تو مخالفت نہیں بلکہ مطابقت ہوگی اور آپ ہمیں ان سے مخالفت کا حکم دیتے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ سال اگر اللہ نے چاہا تو ہم نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے، عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ آئندہ سال آنے سے پہلے ہی آپ اس دار فانی سے کوچ کر گئے (رواہ مسلم) نیز عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔ (ترمذی)

یعنی حضور اقدس ﷺ دس محرم کے روزہ کو ضرور بڑے اہتمام سے رکھا کرتے تھے، لیکن جب معلوم ہوا کہ اس دن یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملنے کی خوشی میں روزہ رکھتے ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ اس دن تو روزہ ضرور رکھو لیکن یہود کی مخالفت میں اور ایک روزہ اس سے پہلے یا بعد میں ملا لیا کرو 9/10 یا 10/11 محرم کو رکھا کرو یہود کی مخالفت ہو جائے گی۔

صوموا یوم عاشورا وخالفوا الیہود صوموا قبلہ یوم او بعدہ یوما۔ مسند احمد جلد 4 ص 21

معلوم ہوا کہ عاشورا کا ایک روزہ رکھنا یہود کی مشابہت ہے، اور اس سے ہمیں شریعت مطہرہ روکتی ہے، اور بجائے ایک روزہ کے دو روزے رکھنے کا منشا ظہور میں آیا، جس سے یہود کی مخالفت ہوتی ہے۔

## عاشورا کی نماز:

سرکار اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

**من صلیٰ یوم عاشوراء اربع رکعات یقراء فی کل رکعة فاتحة الکتاب وقل ھواللّٰہ احد احدیٰ عشرة مرة غفر اللّٰہ له ذنوب خمسین عاما وبنیله منبرا من نور۔**

یعنی جو شخص عاشورے کے دن چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد، قل ہو اللہ احد، پوری سورہ گیارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ معاف فرما دے گا اور اس کے لئے نور کا منبر بنائے گا۔

(نزہۃ المجالس ص181 جلد1)

امام الاولیاء والمتقین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جو شخص عاشوراء کے دن چار رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورت الفاتحہ اور پچاس مرتبہ سورت الاخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال آئندہ اور پچاس سال گزشتہ کے تمام گناہ معاف فرما دیں گے اور اس کے لئے ملااعلیٰ میں ایک ہزار نور کے محل تعمیر کر دیں گے۔

(غنیۃ الطالبین ص445 مطبوعہ علی آصف پرنٹرز لاہور)

ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی حدیث میں یہ ہے کہ دو دو کر کے چار رکعت ادا کرے، ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورت فاتحہ ایک مرتبہ سورت زلزال، ایک مرتبہ سورت اخلاص پڑھ کر سلام پھیرے پھر نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجے۔ (غنی× الطالبین ص:446)

حضرت علی رضی اللہ عنہ حدیث نبوی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے عاشوراء کی رات عبادت میں گزاری، اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا اسے زندہ رکھے گا۔

## عاشورا کے دن کی دس نیکیاں:

عاشورا کے دن 12 چیزوں کو علما نے مستحب لکھا ہے: (1) روزہ رکھنا (2) صدقہ کرنا (3) نفل نماز پڑھنا (4) ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنا (5) علما کی زیارت کرنا (6) یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا (7) اپنے اہل وعیال کے رزق میں وسعت کرنا (8) غسل کرنا (9) سرمہ لگانا (10) ناخن تراشنا (11) مریضوں کی بیمار پرسی کرنا (12) دشمنوں سے ملاپ (یعنی صلح صفائی) کرنا۔ (جنتی زیور، ص158 ملخصاً)

## جنت میں لے جانے والے اعمال:

سبیل لگانا یعنی راستے میں کھڑے ہو کر راہگیروں اور مسافروں کو پانی پلانا، یہ ایک نہایت ہی پسندیدہ ومحمود کام اور گناہوں کو مٹانے والا عمل ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی جا رہا تھا اسے پیاس لگی ایک کنویں میں اترا اور پانی پینے لگا کنویں سے باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے، اس نے سوچا اسے بھی ویسی ہی پیاس لگی ہوگی جیسے مجھے لگی تھی، چنانچہ اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا اسے اپنے منہ میں لے کر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کی قدرافزائی کی اور اسے بخش دیا، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا جانوروں میں بھی ہمارے لئے اجر ہے، فرمایا ہر ایک جاندار میں ثواب ہے۔ (بخاری کتاب المساقات)

چنانچہ یہ تو ایک جانور کو پانی پلانے کی بات تھی، اگر پیاسے انسان کو پانی پلایا جائے تو اس کے اجر کا عالم کیا ہوگا؟ لہذا پتہ چلا کہ پیاسے لوگوں کو پانی پلانا ایک نہایت ہی پسندیدہ اور مبارک کام ہی نہیں ہے، بلکہ باعث نجات عمل بھی ہے، گرمی میں ٹھنڈا پانی یا شربت، اور موسم سردی میں چائے کافی پلا کر راہ گیروں مسافروں کو راحت وآرام پہچانا یہ بھی گناہوں کو مٹانے والا ایک عمل ہے، چنانچہ راستے میں سبیل لگانا چاہے اپنے عزیز واقارب کی ایصال ثواب کے لئے ہو یا خود کے لئے یا کسی بزرگان دین کے نام سے ہو، چاہے وہ امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ہی کے نام سے کیوں نہ ہو، بہرحال سبیل لگانا جائز ہے، سال کے ہر مہینے میں سبیل لگا سکتے ہیں، اور بلکہ لگانا چاہئے محض ایک دن یا محرم کے تین دنوں مین سبیل لگائے تو اہل تشیع اور تعزیہ داروں کے علاوہ سب کو پلا سکتے ہیں، ان کو محرم کے مہینے میں کھلانا پلانا اس لئے درست نہیں ہے کہ یہ ایک طرح سے ان کو غیر شرعی امور کی انجام دہی میں طاقت پہچانا ہوگا، اور ان کے ساتھ کار گناہوں میں شریک وسہیم ہونا ہے، کہ مجرموں کی مدد واعانت کرنا بھی جرم ہی ہے۔

## حسنین کریمین کی نیاز دلانا:

یوں تو سال کے کسی بھی مہینے میں، اور بارہ مہینے کے کسی بھی دن، اور سات دنوں کے کسی بھی پل میں کبھی بھی کسی بھی بزرگان دین کی نیاز وفاتحہ دلائی جاسکتی ہے، جیسے کہ مشہور ومعروف مقامات اجمیر وبہرائچ، کچھوچھہ اور بریلی، پنڈوہ اور سعد اللہ پور، گلبرگہ وخلد آباد وغیرہ میں سال کے ہر لمحہ وہر پل زیارت کی جاتی ہیں، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

،، ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے،، لیکن کچھ مخصوص دنوں میں بعض بزرگان دین کی بالخصوص ان کی وفات کے دنوں میں اعراس کا اہتمام کیا جاتا ہے، نیاز وفاتحہ دلائی جاتی ہے، اس بات میں بھی کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہے، جب بھی جس کے نام کا ایصال ثواب چاہے کریں، جائز ہے، اور ثواب پہنچتا ہے، ایصال ثواب گھر پر کریں یا باہر ہر مقام پر سے کر سکتے ہیں، اور اس کا تبرک کھانا مبارک ہے، اسی طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی نیاز محرم ہی کے مہینے میں دلائی جائے اس بات میں بھی کوئی تخصیص نہیں ہے، البتہ چونکہ اس مہینے میں آپ جام شہادت نوش فرمائے تھے،

اسی لئے خاص ماہ محرم ہی میں ان کی نیاز دلایا جاتا ہے، لہذا محرم کے مہینے میں شہدائے کربلا کے نام ایصال ثواب کرنا ہرگز منع نہیں ہے، لیکن امام باڑہ میں نہ تعزیہ، علم اور پنجہ پر چڑھا کر فاتحہ پڑھے، اور نہ ہی فاتحہ پڑھ کر تعزیہ پر چڑھائے، ایسی صورت میں اس نیاز کا کھانا درست نہیں ہے، اور اس مہینے مین شہدائے کربلا کی نیاز کے علاوہ کسی اور کے نام ایصال ثواب کرنے کو برا سمجھنا جہالت ہے، لھذا اس مہینے میں جس کو چاہے ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔

## کھانا کھلانا اور لنگر لگانا:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر لوگوں کو کھانا کھلانا اور پانی پلانا، یہ ایک پسندیدہ اور محمود چیز ہے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہو بلاشبہ بہتر ومستحب وکار ثواب ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اذا کثرت ذنوبک فاسق الماء علی الماء تتناثر کما یتناثر الورق من الشجر فی الریح العاصف۔ رواہ الخطیب عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا، گناہ جھڑ جائیں گے جیسے آندھی میں پیڑ کے پتے۔ (اس کو خطیب نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا) اسی طرح کھانا کھلانا لنگر بانٹنا بھی مندوب وباعث اجر ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ان اللہ عزوجل یباھی ملٰئکتہ بالذین یطعمون الطعام من عبیدہ۔ رواہ ابوالشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلا۔

اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں (اس کو ابوالشیخ نے ثواب میں حسن سے مرسلاً روایت کیا۔ لیکن اہل بدعات تعزیہ داروں کو کھانا کھلانا اور پانی پلانا جائز نہیں، کیونکہ ان بدعتیوں کو کھانا پانی کھلا پلا کر تازہ دم کرنا درحقیقت ان کو کار گناہ میں طاقت ور بنانا ہوگا، گناہ گاروں کی مدد بھی گناہ ہی ہے، اور یہ کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔

## شہدائے کربلا کو ایصال ثواب کیجئے:

عاشورا کے دن نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول، امام عالی مقام، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقا (ساتھیوں) کے ہمراہ گلشن اسلام کی آبیاری کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا، لہذا ہمیں اس دن شہدائے کربلا کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی، ذکر ودرود اور نذر ونیاز کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

## مجالس محرم:

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس مہینے میں مجالس قائم کرنے سے بہت سارے فائدے حاصل ہوتے ہیں، خطبات محرم صفحہ 459 / 458 پر لکھتے ہیں۔ اول یہ کہ حدیث شریف میں ہے: عند ذکر الصالحین تنزل الرحمہ۔ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے، اور خلفائے راشدین وامامین کریمین حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہم تو صالحین کے امام وپیشوا ہیں، ان کے ذکر کے وقت تو کثیر رحمتیں نازل ہونگی، جن سے ان مجلسوں میں شرکت کرنے والے خاص طور پر فیضیاب ہوتے ہیں اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ان کے ذکر کو سن کر اللہ کے محبوب سرکار دو عالم ﷺ کی محبت اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور تیسرا فائدہ یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ دین ومذہب کی حرمت قائم رکھنے کے لئے میدان میں نکلنا اور اعلائے کلم الحق کرنا، طرح طرح کی مصیبتوں کو برداشت کرنا اور صبر وتحمل کا دامن نہ چھوڑنا، تین دن کا بھوکا پیاسا رہنے اور چھوٹے چھوٹے بچوں کے رونے بلکنے کے باوجود حق کی حمایت کرنا اور باطل کے آگے نہ جھکنا، عزیزوں کی لاشیں خاک وخون میں تڑپتی ہوئی دیکھ کر بھی حرف شکایت زبان پر نہ لانا، ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہنا اور مقام صدق وصفا مین ثابت قدم رہنا، ان باتوں کے سننے سے دل میں امام عالی مقام کی عظمت ومحبت پیدا ہوتی ہے اور دین ومذہب کی عزت وحرمت باقی رکھنے کے لئے جان ومال کی قربانی دینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اور چوتھا فائدہ یہ ہے کہ دنیا کے لئے کوفیوں کا اپنی عاقبت برباد کرنا، اہل بیت رسالت کی توہین کرنا، ان کو ستانا اور ایذا پہنچانا، پھر طرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونا اور قتل حسین کے عوض ایک لاکھ چالیس ہزار کا مارا جانا، ان باتوں کے سننے سے عبرت ونصیحت حاصل ہوتی ہے، اور اللہ والوں کی شان میں گستاخی وبے ادبی کرنے سے بچنے کی توفیق ہوتی ہے۔ اور پانچواں فائدہ یہ بھی ہے، عشرہ محرم میں امام سے جھوٹی محبت کا دعویٰ رکھنے والوں نے جو طرح طرح کے خرافات اور ناجائز باتیں رائج کر رکھی ہیں مجلسوں کی برکت سے لوگ ان میں شامل ہونے سے بچ جاتے ہیں۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل ہمیں اور آپ کو اسی طرح ہر سال مجالس محرم منعقد کرنے بزرگوں کا ذکر جمیل سننے سنانے اور ان سے عبرت ونصیحت حاصل کرنے کی توفیق رفیق بخشے، اور اللہ کے محبوب بندوں کو ستانے اور ان کی شان میں گستاخی وبے ادبی کرنے سے محفوظ رکھے، اور قیامت کے دن نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین کے دامن کرم کے سائے میں ہم لوگوں کا حشر فرمائے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم الامین علیہ وعلیٰ الیہ افضل الصلوات واکمل التسلیم ط

## خاتمہ کلام:

آیت کریمہ کے آخری حصے سے اور بھی جو باتیں معلوم ہوتی ہیں، وہ یہ ہے کہ،، اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں،، مطلب یہ کہ ان چار مہینوں میں جہاد وقتال جائز نہ تھا، لیکن کفار ان مہینوں میں غنیمت سمجھ کر حرمت کو پامال کرتے ہوئے اہل اسلام کو وہ مشق ستم بنایا کہ روح کانپ جاتی تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے حکم کو منسوخ فرما دیا، اور قتال کرنے والوں کے ساتھ قتال، شریروں اور ظالموں کو ٹھکانے لگانے کا حکم دے دیا۔ اور آخری بات یہ ہے کہ،، اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے،، یعنی مذکورہ بالا مضامین میں بیان شدہ اعمال صالحہ کی تحریص وترغیب کا خیال رکھتے ہوئے عمل آور ہونا ہی پرہیزگاری اور تقویٰ شعاری ہے، قرب خداوندی نصیب ہوتی ہے، صلاح اور فلاح کے دروازے کھلتے ہیں، دنیا وعقبیٰ میں کامیابی کی ضامن ہے۔

## رزق میں فراخی کا نسخہ:

سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے، کہ جو دس محرم کو اپنے بچوں کے خرچ میں فراخی (یعنی کشادگی) کرے گا تو اللہ پاک سارا سال اس کو فراخی دے گا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے اس حدیث کا تجربہ کیا تو ایسے ہی پایا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ج1، ص365، حدیث:1926)

■ ■ ■